11 مئی کے بعد پاکستان تحریک انصاف

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

05-25-2013

حالیہ انتخابات سے قبل، ماضی کے تمام انتخابات اور 11 مئی 2013ء کے انتخابات کے حوالے سے، انتخابات کے طبقاتی تجزیے اور دیگر انتخابی رجحانات کے پہلوؤں پر راقم کے متعدد کالم انہی صفحات پر شائع ہوئے، جس پر ملک اور بیرون ملک سے لاتعداد دوستوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ماضی اور حالیہ انتخابات کی طبقاتی تجزیہ کاری جاری رکھی جائے۔ چوں کہ راقم نے یہ تجزیے نظریاتی، جذباتی رویوں سے بالاتر ہوکر سراسر سائینٹیفک بنیادوں پر کیے کہ جس سے ہمیں اندازہ ہو کہ سماج میں برپا اور رونما سماجی تبدیلیوں کے انتخابی عمل پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انتخابات کے نتائج کسی بھی معاشرے کے سیاسی، سماجی، ثقافتی اور معاشی رجحانات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ 1970ء سے 2013ء تک پاکستان میں دس انتخابات ہوئے، ہم ان انتخابی نتائج سے سماجی تبدیلیوں کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں اور ایک تجزیہ نگار سماجی تبدیلیوں کی بنا پر مستقبل کے انتخابات کا تجزیہ بھی کرسکتا ہے۔

راقم نے 13 اپریل 2013ء کو ایک کالم بعنوان "Party is Over" لکھا، جس پر پاکستان پیپلز پارٹی کے چند ''اعلیٰ حکام'' نے ناراضی کا اظہار کیا، لیکن راقم کے نزدیک پاکستان کے اندر اوّلین مفاد 98 فیصد غریب اور محنت کش عوام کا ہے، جب کہ چند روز بعد ہمارے دوست جناب مجاہد بریلوی نے بھی اسی عنوان سے کالم لکھا لیکن ان کے کالم میں تجزیہ کے پہلو راقم کے کالم سے مختلف تھے۔ پھر 8 مئی 2013ء کو راقم کا کالم بعنوان ''پنجاب، مڈل کلاس بہ مقابلہ مڈل کلاس'' شائع ہوا جس میں نئی مڈل کلاس کے سیاسی کردار پر بحث کی گئی تھی جو پاکستان تحریک انصاف کے پلیٹ فارم پر اکٹھی ہورہی ہے اور اس کے پنجاب کی مرکنٹائل کلاس کے ساتھ سیاسی مقابلے پر بحث کی گئی تھی۔ 11 مئی کے انتخابی نتائج ان بدلتی سماجی حقیقتوں کے آئینہ دار ہیں جو کہ ہماری ''دانشور اشرافیہ'' دیکھنے سے قاصر رہی ہے یا پھر وہ جذباتی بنیادوں پر سیاسی وابستگی کی بنیاد پر تجزیہ کرنے تک محدود رہی ہے۔

اگر پاکستان میں متناسب نمائندگی کا انتخابی نظام ہوتا تو پاکستان تحریک انصاف، پاکستان کی دوسری بڑی پارٹی کے طور پر اسمبلیوں میں اپنی سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتی۔ 11 مئی کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ایک کروڑ 48 لاکھ 65 ہزار ووٹ، پاکستان تحریک انصاف نے 76 لاکھ 79 ہزار ووٹ اور پاکستان پیپلز پارٹی نے 68 لاکھ 55 ہزار ووٹ حاصل کیے۔ پنجاب جو کہ پاکستان کی آبادی کا تقریباً 56 فیصد حصہ ہے اور جہاں سے قومی اسمبلی کی 148 سیٹیں ہیں وہاں مسلم لیگ (ن) 116 سیٹیں حاصل کرکے پاکستان کی سب سے بڑی پارلیمانی جماعت بن کر ایک بار پھر سامنے آئی ہے۔ پنجاب کی بیشتر اربن آبادیوں میں دکان دار اور تاجر طبقہ پرانی مڈل کلاس کی شکل میں موجود ہے جس کے سماجی اور سیاسی مفادات کی نگہبان پاکستان مسلم لیگ (ن) ہے، جب کہ پاکستان تحریک انصاف پنجاب کی نئی مڈل کلاس کی، جو کہ زیادہ تر تعلیم یافتہ اور عمر کے حوالے سے اٹھارہ سے تیس سال سے تعلق رکھتی ہے ان کا رجحان نئی سماجی تبدیلیوں کی بنیاد پر پاکستان تحریک انصاف کی طرف ہے۔ ان انتخابات کا اہم پہلو پاکستان تحریک انصاف کا کراچی جیسے شہر میں سیاسی بنیاد بنانا بھی ہے جہاں پر انتخابی نتائج کے مطابق پاکستان تحریک انصاف ایک بڑا ووٹ بینک قائم کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اور وہاں پر ایک ایسی جماعت کو

Replace کرنے جارہی ہے جو طاقت کی بنیاد پر انتخابات اور کراچی کے معاملات پر قابض ہے۔ پاکستان تحریک انصاف کے پلیٹ فارم سے نئی مڈل کلاس بھی Politicization کے عمل سے گزر رہی ہے، اسی لیے تحریک انصاف سے وابستہ مرد، خواتین زیادہ جذباتی اور کم Rational ہیں کیوں کہ جو مرد و خواتین اس جماعت کے پلیٹ فارم سے متحرک ہیں وہ ابھی عملی سیاسی زندگی میں داخل ہوئے ہیں۔ یقیناً اگر پاکستان تحریک انصاف اپنا سیاسی سفر جاری رکھتی ہے تو یہ مرد و خواتین Politicized ہو سکتے ہیں۔

پنجاب، خیبر پختونخوا اور کراچی میں پاکستان تحریک انصاف کی بُنت بڑی دلچسپ ہے۔ ایک جانب اس جماعت سے گلوبلائزیشن کے اقتصادی عمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مڈل کلاس وابستہ ہوئی ہے تو دوسری جانب اس جماعت سے امریکہ مخالف رجحان رکھنے والا دائیں بازو کا مذہبی ووٹرز بھی متاثر ہوا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف ابھی تک کھل کر اپنا سیاسی نظریہ پیش کرنے سے شعوراً اجتناب برت رہی ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنی جانب راغب کیا جا سکے۔ اسی لیے اس جماعت میں ماڈرن لڑکے، لڑکیاں اور مذہبی سیاست والے ووٹرز بھی نظر آ رہے ہیں۔ اسی لیے تو ان کے سٹیج پر پاپ سنگرز اپنے فن کا مظاہرہ کرتے اور قائد تحریک انصاف نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ عمران خان اس کوشش میں ہیں کہ جدیدیت کا رجحان رکھنے والے نوجوانوں اور مذہبی سیاسی رجحان رکھنے والے لوگوں کا طبقاتی اتحاد قائم کیا جائے جو کہ ایک یوٹوپیائی عمل ہے۔

پاکستان تحریک انصاف کے نئے ابھار پر پاکستان پیپلز پارٹی بڑی خوش تھی کہ اس نے مسلم لیگ میں دراڑیں ڈال دیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی اپنے نظریے اور فلسفے کی بنیاد پر آج کے سماجی تقاضوں کے مطابق جدیدیت کا راستہ اختیار کرتی اور جماعت کی قیادت، جاگیرداروں اور نودولتی اشرافیہ کے ہاتھ نہ دیتی تو یہ نئی مڈل پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ منسلک ہو جاتی۔ جو لوگ پاکستان تحریک انصاف کے نوجوان لڑکے لڑکیوں کو ممی ڈیڈی اور برگر کلاس کا طعنہ دے رہے ہیں، یہی لوگ ستر کی دہائی میں پی پی پی سے وابستہ نوجوانوں کو لمبے بالوں والے ہپی اور بیل باٹم پہننے والی لڑکیوں کی جماعت کا طعنہ دیتے تھے۔ پاکستان تحریک انصاف 11 مئی کے انتخابات کے بعد ایک نئے سیاسی عمل میں داخل ہو گئی ہے۔ اب پاکستان تحریک انصاف کو اپنا واضح سیاسی نظریہ پیش کرنا ہوگا، اپنی طرف راغب ہونے والی نئی مڈل کلاس یا پھر مذہبی رجحان رکھنے والے طبقے میں سے کسی ایک کے لیے۔ امکان ہے کہ پاکستان تحریک انصاف میں اگر جدیدیت والے طبقے کا رجحان زور پکڑتا ہے تو پاکستان تحریک انصاف آئندہ انتخابات میں پنجاب اور کراچی کے اربن علاقوں کی مقبول جماعت اور خیبر پختونخوا کی غیر مقبول جماعت بن جائے گی۔

لیکن یہاں میں پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان پیپلز پارٹی کا تقابلی جائزہ چند لفظوں میں ہی کرنے پر اکتفا کروں گا کہ 1970ء میں پاکستان پیپلز پارٹی جدیدیت کا رجحان رکھنے والی مڈل کلاس کے مرہونِ منت ابھری اور اس نے سماج کے پسماندہ طبقات کے ساتھ اتحاد کیا، اسی لیے پاکستان پیپلز پارٹی درمیانے طبقے اور کسانوں کی مقبول جماعت بن کر ابھری جب کہ پاکستان تحریک انصاف نے محنت کش اور کسان طبقے میں ابھی کوئی بنیاد نہیں بنائی اور یہ یاد رکھا جائے کہ کسی بھی سماج میں تبدیلی مڈل کلاس اس وقت ہی لا سکتی ہے جب مڈل کلاس اپنا اتحاد اپنے سے زیادہ پسماندہ طبقات سے کر لے۔ پاکستان تحریک انصاف سے جڑی نئی مڈل کلاس سماجی طور پر ابھی تک سماج کے پسماندہ طبقات کے ساتھ اتحاد بنانے سے گریزاں ہے، اس لیے تبدیلی کا خواب نئی مڈل کلاس کے جزیروں تک محدود رہنے کا امکان ہے، جب کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے شہری مڈل کلاس نے دیہاتوں کے کسانوں اور شہروں کے مزدوروں کے ساتھ اپنا اتحاد قائم کیا تھا۔